بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان یوں تو بہت سی ان دیکھی حقیقتوں کو محض نبیوں اور رسولوں کی شہادت کی بنیاد پر ماننے کا نام ہے لیکن اس کی جڑ 'ایمان باللہ' ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی، اُس کی وحدانیت اور اس کی صفات کمال کی معرفت اور اُس کی عظمت کا نقش دل پر قائم ہو جائے اور انسان اُس کی کبریائی کے تصور سے نہ صرف لرزہ براندام ہو بلکہ اس کا دل حمد وثنا اور تحسین وآفرین کے جذبات سے معمور ہو جائے اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ اللہ نے یہ سب بے مقصد نہیں بنایا۔ اس کا آسان ترین ذریعہ یہ ہے کہ اس کی تخلیق پر غور کیا جائے اور اس کی خلاقی، صناعی اور مصوری کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا جائے۔ اس لیے کہ کائنات کی وسعت وعظمت درحقیقت اس خالق ہی کی عظمت کا عکس ہے۔ اسی لیے اپنی عظمت اور کبریائی کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انفس وآفاق یعنی ہمارے اپنے اندر کی دنیا اور باہر کی ساری کائنات کے مطالعے پر بہت زور دیا ہے۔ اسی مقصد سے انسانی جسم اور کائنات کے بارے میں جو معلومات آج تک انسان نے حاصل کی ہیں ان کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ اس سے اللہ کی عظمت کا نقش دلوں پر قائم ہو کہ یہی ایمان کی اصل بنیاد ہے۔

انسانی جسم

انسانی وجود ایک حیران کن معجزہ نہیں بلکہ معجزوں کی دنیا ہے۔ جن کیمیائی مادوں سے یہ بنا ہے ان کی قیمت بازار میں چند ہزار سے زیادہ نہیں لیکن یہ مادے مل کر کیسا شاہکار تخلیق کرتے ہیں، آئیے دیکھتے ہیں۔

ہمارے خلیے

- انسانی جسم خلیوں سے بنا ہے۔ یہ خلیے اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ایک پیپر پن کی نوک پر دس ہزار خلیے آ سکتے ہیں۔ ہر خلیہ ایک مکمل شہر کی مانند ہے۔ درجنوں پاور اسٹیشنز، آمدورفت کا نظام، رابطے کے ذرائع۔ ہر خلیہ خام مال لے کر چیزیں بناتا اور کوڑا کرکٹ باہر نکالتا ہے۔
- جسم کو سانس لینے، خوراک ہضم کرنے، بھاگنے دوڑنے، آنکھ جھپکنے ان سب کے لیے توانائی کی ضرورت ہے۔ ہر خلیے میں بجلی پیدا کرنے کے لیے اپنے بجلی گھر ہیں۔ حتیٰ کہ سوتے ہوئے بھی جسم کو گرم رکھنے کے لیے خلیوں کی بھٹیاں جل رہی ہیں۔ دماغ کے خلیے خواب دیکھنے کے لیے بجلی خارج کر رہے ہوتے ہیں۔ دل کے خلیے خون کی گردش کے لیے بجلی بنا رہے ہوتے ہیں۔ سب خلیے بجلی بناتے ہیں سوائے خون کے سرخ خلیوں کے، انہیں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ انہیں خون میں بہنا ہے۔
- ہر سیکنڈ لاکھوں خلیے مر رہے ہیں اور ان کی جگہ لینے کے لیے ان جیسے نئے بن رہے ہیں۔ عموماً ایک انسانی جسم تقریباً تیس ٹریلین یعنی تیس ہزار ارب سے زائد خلیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ساٹھ ستر سال تک اتنے زیادہ خلیوں کا اتنی ہم آہنگی سے کام کرنا بجائے خود ایک معجزہ ہے۔
- خود خلیوں کے اندر ہزارہا جین ہوتے ہیں۔ ہر جین ایک عجیب وغریب مالیکیول سے بنتا ہے جسے DNA کہا جاتا ہے۔ اس کے اربوں یونٹ ایک خلیے میں ہوتے ہیں۔ ہر فرد کی پوری زندگی کا لائحہ عمل، قد، رنگ، بالوں کا رنگ، جسامت پہلے ہی سے DNA میں ریکارڈ ہوتا ہے۔ DNA جو ایک عام خوردبین سے دیکھا بھی نہیں جا سکتا، ایک گرام DNA میں اکیس کروڑ GB (گیگا بائٹس) معلومات ذخیرہ کی جا سکتی ہیں۔

ہماری جلد

- ہماری جلد ہمارا سب سے بڑا عضو ہے۔ ایک ملی میٹر کی موٹائی کے ساتھ ہماری جلد تقریباً اٹھارہ مربع فٹ جگہ گھیرتی ہے۔ وزن تقریباً تین کلوگرام۔ یہ ہماری زرہ ہے۔ جلد کے ہر مربع انچ پر لاکھوں بیکٹیریا رہ رہے ہوتے ہیں۔ یہ مستقل نئی بن رہی ہوتی ہے۔ مردہ خلیوں کی جگہ نئے خلیے لے رہے ہوتے ہیں۔ ایک گھنٹہ میں تقریباً چھ لاکھ جلد کے خلیے گر رہے ہوتے ہیں۔ سالانہ تقریباً 4 کلوگرام۔ تقریباً تیس دنوں میں ہماری جلد مکمل تبدیل ہو جاتی ہے۔
- ہماری جلد کا ایک حیران کن معجزہ اس کا ہیٹنگ اور کولنگ سسٹم ہے۔ گرمی، کھیلنے یا محنت کرنے سے ہمارے جسم کا درجہ حرارت بہت خطرناک حد تک بڑھ سکتا ہے۔ دل سے تازہ تیار کیے خون کا ایک تہائی حصہ ہماری جلد سے گزرتا ہے۔ ہمارا جسم گرم ہو تو خون کی یہ رگیں تھوڑی کھل جاتی ہیں تا کہ گرمی ہمارے جسم سے خارج ہو سکے۔ بعض دفعہ اتنا کافی نہیں ہوتا۔ ایسے میں 20 لاکھ پسینہ کے غدود کھل جاتے ہیں۔ ایک گھنٹے میں آدھا لٹر اور اگر کوئی پروفیشنل کھلاڑی فٹ بال کھیل رہا ہو تو ایک گھنٹے میں تقریباً دو لٹر سے زائد۔ یوں وہ جسم کو ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ کیسی حیرت کی بات ہے کہ ہمارے جسم کے گرم ترین حصے ہمارا ماتھا، ہتھیلیاں اور بغل ہیں اور پسینے کے غدود یہاں سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ جسم کو سردی لگے تو انتہائی چھوٹے مسلز ہمارے بالوں کو ایک دم کھڑا کر دیتے ہیں۔ جلد کے مساموں میں خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے۔
- ہماری جلد کے بعض خلیے پچاس لاکھ کے قریب چھوٹی چھوٹی ٹیوب بناتے ہیں جن میں بال تیار ہوتے ہیں۔ یہ خلیے ایک ایسا کیمیائی مادہ بھی تیار کرتے ہیں۔ جس کی مقدار ہماری جلد اور ہمارے بالوں کے رنگ کا تعین کرتی ہے۔
- ہماری جلد کے ایک مربع سینٹی میٹر میں یعنی تقریباً چھوٹی انگلی کے ناخن جتنی جگہ میں سینٹی میٹر کے بیس واں حصہ موٹائی کے ساتھ سو پسینے کے غدود، چار میٹر Nerves، سینکڑوں Nerves کی Ending، بال بنانے والی دس فیکٹریاں، 15 تیل بنانے والے گلینڈز اور ایک میٹر خون کی نالیاں ہوتی ہیں۔

ہمارا دل

ہمارا دل تقریباً ایک پاؤ ہوتا ہے۔ اس میں دو پمپ ہوتے ہیں۔ ایک پھیپھڑوں کو خون بھیجنے کے لیے تا کہ وہاں سے آکسیجن جذب کر سکے۔ دوسرا اس صاف شدہ خون کو سارے بدن میں دوڑانے کے لیے۔ دل روزانہ پندرہ ہزار لیٹر خون پمپ کرتا ہے۔ اگر ایک دل کی ایک دن کی تمام ہارٹ بیٹ کی طاقت اکٹھی کی جائے تو یہ ایک کار کو تیس فٹ ہوا میں اٹھا سکتی ہے۔ ایک آدمی کی اوسط زندگی میں دل 3 لاکھ ٹن خون پمپ کرتا ہے اور اس کے علاوہ اپنی بجلی بھی خود پیدا کرتا ہے۔ آدمی اگر ستر سال زندہ رہے تو دل 3 ارب دفعہ دھڑکتا ہے۔

ہمارے کان

- آواز لہروں کی صورت میں سفر کرتی تقریباً 1200 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ہمارے کان کے پردوں سے ٹکراتی ہے۔ ہمارے کان کے پردے اور تین چاول جتنی لمبی ہڈیاں سننے کے کام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔
- بہت سوں کے لیے شاید یہ عجیب بات ہو کہ ہمارے کان سننے کے علاوہ بھی ایک اہم کام کرتے ہیں۔ ہمارا توازن برقرار رکھنا۔ چلتے، سائیکل چلاتے، چھلانگ لگاتے، تین مائع بھری ٹیوبیں ہمارا توازن برقرار رکھتی ہیں۔

ہماری آنکھیں

اگلی حیران کن چیز ہماری آنکھیں ہیں۔ ہماری بیرونی دنیا سے اسی فیصد معلومات کے حصول کا ذریعہ۔ دیکھنا ایک عظیم معجزہ ہے۔ آنکھوں کو کیمرہ سے تشبیہ دینا ان کی توہین ہے۔ ٹیبل ٹینس کی گیند سے چھوٹی آنکھ کروڑوں برقی کنکشن اور 15 لاکھ اکٹھے پیغامات ہینڈل کر سکنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ تین مربع سینٹی میٹر سے کم Retina جس کی موٹائی ایک انچ کا سوواں حصہ ہوتی ہے۔ اس میں خلیوں کی تعداد ہے 13 کروڑ راڈ کی طرح بنے بلیک اینڈ وائٹ دیکھنے کے لیے Light sensitive receptors اور ستر لاکھ Cone کی مانند رنگین دیکھنے کے لیے۔ آنکھ کا حیران کن Lense ایک وٹامن کی گولی جتنا ہے۔ اس کے گرد انتہائی چھوٹا انتہائی مضبوط Ring ہے۔ ناقابل یقین محنتی پٹھوں کے ساتھ۔ نزدیک دور کے لیے تیزی سے فوکس کر سکنے کے قابل۔ یہ دن میں تقریباً ایک لاکھ دفعہ فوکس کرنے کے لیے حرکت کرتے ہیں۔ ٹانگوں کے پٹھوں کو اتنی ورزش کے لیے تقریباً 80 کلومیٹر روزانہ پیدل چلنا پڑتا۔

ہمارے پھیپھڑے

انسان کی اوسط زندگی میں پھیپھڑے 50 کروڑ مرتبہ پھولتے اور سکڑتے ہیں۔ ایک دن میں ہم تقریباً تئیس ہزار بار سانس لیتے ہیں۔ یوں دن میں تقریباً گیارہ ہزار لیٹر ہوا ہمارے پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ ہر پھیپھڑے میں تقریباً تیس کروڑ چھوٹی ہوا کی تھیلیاں انگور کے خوشوں کی مانند پھیلی ہوتی ہیں۔ آکسیجن ان میں داخل ہوتی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج ہوتی ہے۔ یہ عمل سیکنڈ کے بھی کچھ حصے میں ہوتا ہے۔

ہماری ناک

- ہماری ناک سانس لیتی ہوا کو گرد وغبار اور جراثیم سے پاک کرتی ہے۔ اگر موسم شدید سرد ہو تو ہوا کو اندر گرم کر کے بھیجتی ہے۔ اربوں خوشبوؤں میں فرق کر سکتی ہے۔ کھانے کی خوشبو ہماری بھوک بڑھاتی ہے اور کھانا خراب ہو تو اس کی بدبو سے ہمیں خبردار کرتی ہے۔
- فرض کیجیے آپ بائیں کروٹ سوئے ہیں دو گھنٹے بعد آپ کے بائیں نتھنے سے دماغ کو سگنل جائے گا اور آپ کروٹ بدل لیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو صبح جب آپ اٹھیں تو یا تو سارے پٹھے شدید درد کر رہے ہوں گے یا آپ کی حالت فالج کے مریض جیسی ہوگی۔

ہمارا دماغ

ہمارے دماغ میں تقریباً پچاسی ارب سے دو کھرب Nerve Cells ہیں۔ ہر Cell سے باریک تار نکل کر تمام جسم کے اندر پھیلے ہوتے ہیں جن کو عصبی ریشے Nerve Fibres کہتے ہیں۔ ان پتلے ریشوں پر وصول کرنے اور حکم بھیجنے کا ایک نظام انتہائی تیز رفتار سے دوڑتا رہتا ہے۔ انہی اعصاب کے ذریعے ہم چکھتے، سنتے، دیکھتے، محسوس کرتے اور عمل کرتے ہیں۔ اس مواصلاتی نظام پر دن رات کروڑوں خبریں ادھر سے اُدھر دوڑتی رہتی ہیں جو دل کو بتاتی ہیں کہ وہ کب دھڑکے۔ مختلف اعضاء کو حکم دیتی ہیں کہ وہ کب حرکت کریں۔ پھیپھڑوں سے کہتی ہیں کہ وہ کیسے اپنا عمل کریں۔ ساری دنیا کا ٹیلیفون کا نظام بھی اس کے برابر کام نہیں کر سکتا۔ اگر جسم کے اندر یہ مواصلاتی نظام نہ ہو تو ہمارا پورا وجود منتشر چیزوں کا مجموعہ بن جائے جن میں سے ہر ایک الگ الگ اپنے راستے پر چل رہا ہو۔

ہمارا دوران خون

- ہر دن کے ہر لمحہ ہمارے جسم کے ہر خلیے کو آکسیجن کی ضرورت ہے۔ اپنا کام مکمل کرنے اور زندہ رہنے کے لیے پانچ لیٹر سے زیادہ خون کو ایک لاکھ کلومیٹر لمبی arteries, veins and capillaries سے گزرنا ہے۔ تیس ہزار ارب خلیوں تک خوراک اور آکسیجن مسلسل پہنچائی جا رہی ہوتی ہے اور کوڑا کرکٹ وصول کر کے اسے جسم سے نکالا جا رہا ہوتا ہے۔ یعنی اس کارگو سسٹم میں ڈیلیوری اور پک اپ دونوں کام ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور اس کے کسٹمرز کی تعداد تیس ہزار ارب ہے۔ خون کا یہ راستہ زمین کے گرد تقریباً ڈھائی چکر لگانے کے برابر ہے۔ یہ چکر ایک منٹ سے بھی کم عرصے میں مکمل ہو جاتا ہے۔ ہر منٹ میں بار بار اور بعض مرتبہ اس سے بھی تیز۔ ہمارے خلیے جتنی زیادہ آکسیجن خرچ کریں اتنا ہی ہمارے دل اور خون کی نالیوں کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ جب ہم کھاتے ہیں یہ ہمارے معدے کی طرف دوڑتا ہے۔ جب ہم دوڑتے ہیں تو پٹھوں کی طرف اور جب پڑھتے ہیں تو دماغ کی طرف۔
- کیپلریز خون کی سپلائی کی سب سے چھوٹی نالیاں ہیں۔ بعض ان میں سے اتنی چھوٹی ہیں کہ خون کا صرف ایک سیل جس کا سائز انچ کے ہزارویں حصہ سے بھی کم ہوتا ہے، ان میں سے گزر سکتا ہے۔ سب سے بڑی کیپلری پین کی نوک جتنی چوڑی ہوتی ہے۔ یہ خون اور ٹشوز کے درمیان آکسیجن، خوراک اور کوڑا کرکٹ کے تبادلے کا کام کرتی ہیں۔ اور انسانی جسم میں ان کی تعداد ہے تقریباً دس ارب۔
- ہر سیکنڈ تقریباً بیس سے تیس لاکھ خون کے سرخ ذرات کی 120 روزہ زندگی ختم ہوتی ہے اور اتنے ہی سرخ ذرات تیار ہو رہے ہوتے ہیں۔ ہماری ہڈیاں ہماری زندگی میں تقریباً پانچ سو کلوگرام سرخ خلیے تیار کرتی ہیں۔ اپنی چھوٹی سی 120 روزہ زندگی میں ہر سرخ ذرہ دل سے جسم کے مختلف حصوں کے تقریباً 75 ہزار چکر لگا چکا ہوتا ہے۔

ہمارا جگر

جگر ہمارے جسم کا اندرونی سب سے بڑا عضو، ڈیڑھ کلو کا جگر، پیچیدگی میں دل اور پھیپھڑے اس کے آگے کچھ بھی نہیں۔ پانچ سو کارخانوں کے برابر کام کرتا ہے۔ ایک ہزار قسم کے مختلف انزائم بناتا ہے۔ کھیلتے ہوئے پٹھوں کی خوراک تیار کرتا ہے۔ بھاری ناشتہ کیا ہو تو اس کو ہضم کرنے میں معدے کی مدد کرتا ہے۔ ایسے وٹامن بناتا ہے جو رات کو دیکھنے کے کام آئیں۔ جسم پر زخم لگے تو خون روکنے کے لیے کیمیکل، بیماریوں سے بچنے کے لیے اینٹی باڈیز، کھائے ہوئے گوشت میں موجود امینو ایسڈ زہر بن سکتے ہیں اس لیے وہ انہیں تبدیل کر کے انسانی پروٹین بنا دیتا ہے۔ اگر کچھ فالتو ہو جس کی جسم کو ضرورت نہ ہو تو اسے یوریا بنا کر گردوں کے ذریعے باہر نکال دیتا ہے۔

ہمارے پٹھے اور ہڈیاں

- سر سے پاؤں تک تقریباً ساڑھے چھ سو پٹھے کام کر رہے ہیں۔ ان کے بغیر نہ ہم چل سکتے ہیں نہ پلک جھپک سکتے ہیں۔ نہ مسکرا سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں۔ صرف ایک لفظ بولنے کے لیے ہمارے تقریباً سو پٹھے کام کرتے ہیں۔ پیدل چلنے کے لیے دو سو، پیچھے کے پٹھے آپ کو آگے گرنے سے روکنے کے لیے، پیٹ کے پٹھے آپ کو پیچھے گرنے سے روکنے کے لیے اور چالیس پٹھے آپ کو ایک ٹانگ اٹھا کر آگے بڑھنے کے لیے۔ اب سوچیے دوڑنے، تیرنے، سائیکل چلانے کے لیے کتنے پٹھے بیک وقت کام کرتے ہوں گے۔

ہڈیاں ہمارے جسم کی شکل بناتی ہیں۔تقریباً 206 ، یہ انجینئرنگ کا شاہکار ہیں۔وزن میں ہلکی اکثر اتنی مضبوط کہ ہمارے جسم سے 20 گنا زیادہ تک وزن اٹھا سکیں اور لچک دار اتنی کہ بڑے جھٹکے بھی برداشت کرسکیں۔مثلاً ہماری ران کی ہڈی ہمارے جسم سے 30 گنا زیادہ وزن برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اگر آپ جمناسٹک کرتے ہوئے کسی کو دیکھیں تو 187 جسم کی ہڈیوں کو آپس میں جوڑنے والے جوائنٹس کی کارکردگی آپ کو حیران کردے گی۔ان ہی کی وجہ سے ہماری ہڈیاں آگے پیچھے اوپر نیچے حرکت کرسکتی ہیں۔

ہمارے ایک ہاتھ میں 27 ہڈیاں ہیں۔ہماری فنگر ٹپس پر سب سے زیادہ اعصاب یعنی ہزاروں فی مربع انچ ہوتے ہیں۔ہم اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں کو تقریباً ڈھائی کروڑ دفعہ استعمال کرتے ہیں اور شاید ہی کبھی ان کے تھکنے کی ہم نے شکایت کی ہو۔

ایک چھوٹی سی نعمت کے بغیر زندگی کا سوچیے۔ہمارے ہاتھ کا انگوٹھا۔اس کے بارے میں شاید ہی کبھی ہم نے غور کیا ہو۔صرف انگوٹھا گھمانے کے لیے دماغ سے ہزاروں پیغامات درکار ہیں۔انگوٹھے سے آپ چیزوں کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں۔آپ انگوٹھا استعمال کیے بغیر چند لفظ لکھنے، پانی کا گلاس اٹھانے یا ہاتھ ملانے کا سوچیں۔

اب دیکھیے کوئی ذی ہوش یہ کہنے کی غلطی نہیں کرے گا کہ کیمرہ اتفاق سے بن کر تیار ہوگیا ہے مگر اس کے باوجود دنیا کے بہت سے ہوش مند یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنکھ محض اتفاق سے وجود میں آگئی ہے۔

کائنات اور نظام کائنات

ہماری زمین کا قطر یا ڈایا میٹر 12742 کلومیٹر ہے۔اگر ایک ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دنیا کے گرد چکر لگایا جائے تو یہ چکر تقریباً چالیس گھنٹوں میں پورا ہوگا۔سورج کا قطر 14 لاکھ کلومیٹر ہے۔فرض کیجیے اسی رفتار سے سورج کے گرد ایسا ایک چکر لگایا جائے تو تقریباً آدھا سال درکار ہوگا۔کائنات میں اب تک دریافت شدہ سب سے بڑے ستارے کا قطر سورج سے سترہ سو گنا زیادہ یعنی تقریباً 2 ارب 38 کروڑ کلومیٹر ہے۔اس کے گرد ایسے چکر کے لیے اس رفتار سے تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال درکار ہوں گے۔

زمین سورج کے گرد تقریباً ایک لاکھ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے تقریباً 94 کروڑ کلومیٹر کا فاصلہ ایک سال میں طے کرتی ہے۔

سورج کا وزن دس کھرب x 19889 کھرب ٹن ہے یعنی زمین سے تقریباً سوا تین لاکھ گنا زیادہ اور اندرونی درجہ حرارت تقریباً ڈیڑھ کروڑ ڈگری سنٹی گریڈ ہے۔اس میں 60 کروڑ ٹن ہائیڈروجن گیس فی سیکنڈ استعمال ہوتی ہے اور اس کی سطح کا درجہ حرارت 6000 ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔سورج کی حرارت ابھی مزید 5 ارب سال کے لیے کافی ہے۔سورج اتنا بڑا ہے کہ اس میں تیرہ لاکھ زمینیں سما سکتی ہیں۔

NASA نے یکم اکتوبر 2020ء کو دور خلا میں ایک ستارہ کے پھٹنے کی ویڈیو جاری کی۔ Spiral Galaxy میں ہونے والے اس دھماکے کی جگہ تک پہنچنے کے لیے اگر ہم روشنی کی رفتار یعنی تقریباً ایک ارب کلومیٹر فی گھنٹہ سے مسلسل سفر کریں تب بھی وہاں پہنچنے کے لیے ہمیں سات کروڑ سال درکار ہوں گے۔اس دھماکے سے جو روشنی پیدا ہوئی وہ پانچ ارب سورجوں کی روشنی کے برابر تھی۔

کائنات کے روشن ترین اجسام کوئے زار کہلاتے ہیں۔اب تک دریافت شدہ سب سے روشن کوئے زار کی روشنی 6 لاکھ ارب سورجوں کے برابر ہے۔

ہمارا نظام شمسی جس کہکشاں میں ہے۔اسے ملکی وے کہا جاتا ہے۔اس کہکشاں میں تقریباً چار کھرب ستارے ہیں۔اس کا وزن تقریباً پندرہ کھرب سورجوں کے برابر ہے۔یہ کہکشاں اتنی وسیع ہے کہ اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا فاصلہ طے کرنے کے لیے اگر روشنی کی رفتار یعنی تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ یا تقریباً ایک ارب کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے مسلسل سفر کیا جائے تو بھی اسے پار کرنے میں ڈیڑھ سے دو لاکھ سال لگیں گے۔ہمارا نظام شمسی 828000 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنی کہکشاں کے گرد مسلسل محو سفر ہے۔اتنی تیز رفتار کے باوجود اسے کہکشاں کا چکر پورا کرنے کے لیے 23 کروڑ نوری سال درکار ہوں گے۔

ہماری قریب ترین کہکشاں Andromeda Galaxy M31 ہے۔زمین سے روشنی کی رفتار سے سفر کرنے پر اس تک پہنچنے میں 25 لاکھ سال لگیں گے۔

2016ء کے ایک اندازے کے مطابق اب تک دریافت شدہ کائنات میں بیس کھرب کہکشائیں ہیں اور ہر کہکشاں میں کھربوں ستارے ہیں۔

کہکشائیں کیا سب سے بڑی چیزیں ہیں۔جی نہیں۔کہکشائیں مل کر کلسٹر بناتی ہیں۔ایک کلسٹر میں سینکڑوں سے ہزاروں کہکشائیں ہوسکتی ہیں۔پھر کلسٹر مل کر سپر کلسٹر بناتے ہیں۔ہماری کہکشاں جس سپر کلسٹر میں ہے اس کا نام لوکل سپر کلسٹر ہے۔یہ تقریباً ایک لاکھ کہکشاؤں پر مشتمل ہے۔اس کا وزن ایک لاکھ کھرب سورجوں کے برابر ہے۔اس سپر کلسٹر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک روشنی کی رفتار سے سفر کیا جائے تو 52 کروڑ سال لگیں گے۔ابھی تک دکھائی دینے والی کائنات میں تقریباً دس لاکھ سپر کلسٹر ہیں۔

زمین کا کرہ فضا میں سیدھا نہیں کھڑا بلکہ 23 درجے کا زاویہ بناتا ہوا ایک طرف جھکا ہوا ہے۔یہ جھکاؤ ہمیں ہمارے موسم دیتا ہے۔اس کے نتیجے میں زمین کا زیادہ سے زیادہ حصہ آبادکاری کے قابل ہوجاتا ہے اور مختلف نباتات اور پیداوار حاصل ہوتی ہیں۔

آخری بات

اس کائنات اور انسان کے اپنے وجود کے اندر خالق کائنات نے اپنی جو اَن گنت نشانیاں پھیلا دی ہیں ان پر غور وفکر اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج پر عمل ہی حصول ایمان کا ذریعہ ہے۔اللہ کی قدرت سے یہ ناممکن نہ تھا کہ ہماری غذا کے لیے براہ راست آسمان سے روٹی برستی۔پھر یہ کیوں ضروری ہوا کہ ہوائیں چلیں، بادل اُٹھیں، مینہ برسے، کھیتوں میں ہل چلیں، گندم بوئی جائے، خوشے نمودار ہوں، پھر ان میں دانے بیٹھیں، پھر گرم وخشک ہوائیں چلیں جو ان دانوں کو پکائیں اور اس طرح کئی ماہ کے گرم وسرد مراحل سے گزر کر گندم کا دانہ کھیت سے کسان کے گھر پہنچے۔یہ دنیا بالکل سادہ اور بے رنگ بھی تو ہوسکتی تھی۔ہمارے آگے قسم قسم کے پھل پھول، سمندر، ستارے، بیج سے لے کر درخت بننے تک کے مراحل، سب انسان کو دعوت فکر دیتے ہیں۔انسان کائنات کے جس گوشے پر نظر ڈالتا ہے اگر آنکھیں کھلی اور دل بیدار ہو تو معرفت الٰہی کا ایک دفتر کھل جاتا ہے۔ایک ایک شے ہمیں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے نجانے کتنے بھیس بدلتی ہے تاکہ ہم اس کے اندر اللہ کی نشانیوں کو دیکھیں اور ان سے سبق حاصل کریں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں

آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر اور (بارش) کے پانی میں جس کو اللہ نے آسمان سے برسایا اور پھر اس سے زمین کو تروتازہ کیا اس کے خشک ہونے کے بعد، اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقل مندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں"۔(البقرۃ ۲:۱۶۴)

مگر انسان کی عجیب بدقسمتی ہے کہ ایک طرف تو وہ اپنی ذہانت کے مظاہرے کا اتنا شوقین ہے کہ اگر ٹیکسلا اور موہنجوداڑو کے کھنڈروں سے کوئی ٹوٹا ہوا مٹی کا برتن بھی اس کے ہاتھ آجائے تو اس پر تہذیب، مذہب، سیاست غرض ہر چیز کا فلسفہ اور ایک فرضی تاریخ تیار کردے گا۔دوسری طرف اس کی بدذوقی کا یہ حال ہے کہ خالق کائنات نے ایک ایک پتی، ایک ایک پھول پر اپنی حکمت کی جو نشانیاں بنائی ہیں نہ ان کا کوئی حرف اس کی سمجھ میں آتا ہے نہ ان سے راہنمائی حاصل کرتا ہے۔سائنس کو بھی چاروں طرف حکمت تو نظر آتی ہے حکیم نظر نہیں آتا۔

کائنات کی ان تمام حقیقتوں پر غور وفکر کے نتیجے میں خالق کائنات کی عظمت وقدرت کا جو احساس اور جو پہچان حاصل ہوگی اور جو کیفیت قلب میں پیدا ہوگی وہی صحیح ایمان کی بنیاد بنے گی۔ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ ان حقائق سے سرسری طور پر نہ گزر جایئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت پر ایمان ویقین کو اپنے دل کی گہرائیوں میں اُتار لیجیے۔اپنے وجود اور ارد گرد پھیلی ہوئی کائنات پر غور وفکر کی عادت بنا لیجیے۔گھر میں، باغ میں لگے ہوئے پودوں کو غور سے دیکھیے، کیسے کلیاں بنتی ہیں، کیسے ان سے پھول، پھل تخلیق ہوتے ہیں، پھولوں کی خوشبوئیں، پھلوں کے ذائقے، رنگ، اُڑتے ہوئے پرندے، تاروں بھرا آسمان، چمکتا ہوا چاند، ایک بچے کا ننھا وجود ان سب کو دیکھیے، غور کیجیے۔اس وقت آپ اپنے خالق کا قرب محسوس کریں گے۔وہ آپ کو ان تمام مناظر میں سے پکارے گا، مجھے پہچانا۔آپ آنسوؤں بھرے چہرے کے ساتھ پکاریں گے، ہاں! میرے رب میں نے تجھے پہچان لیا۔یہ منظر آپ کی روح کو سرشار کردے گا۔اندھیرے میں ڈرا ہوا بچہ باپ کے قرب کا احساس کرکے جس طرح پُرسکون ہوجاتا ہے بالکل اسی طرح آپ اپنے رب کو پہچان کر اس کا قرب محسوس کرکے ایسا سکون محسوس کریں گے جس کے مقابلے میں دنیا بھر کی نعمتیں آپ کو ہیچ نظر آئیں گی۔یہ ایمان آپ کے دل کو اتھاہ سکون سے بھر دے گا۔سب خوف وغم قلب سے نکل جائیں گے۔'کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟' کی صدا آپ کو اپنی شہ رگ سے آتی محسوس ہوگی اور آپ بھیگی آنکھوں کے ساتھ سربسجود ہوجائیں گے۔

ے یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اتنا عظیم خدا ہر آن محبت بھری نظروں کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہے اور ہماری زندگیاں سنوارنے کے لیے اس نے ہدایت نامہ بھیجا ہے۔اگر ہم اسے پکاریں ہی نہیں اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب کو کھول تک کر نہ دیکھیں تو کیا ہم بدترین سزا کے مستحق نہیں؟

انسانی جسم کے بارے میں زیادہ تر حقائق اس کتاب سے لیے گئے ہیں۔

I AM JOE'S BODY

BY I.D.RATCLIFF

Published by Reader's Digest

دیگر حقائق مختلف مستند ویب سائٹس سے لیے گئے ہیں۔

: 0092-333-5115922
: pyamedost@hotmail.com
: www.pyamedost.org

5/- PKR EACH

خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے یہ صدقہ جاریہ ہے

مطالعۂ فطرت اور ایمان

مستند علماء کی منتخب تحریروں سے مرتب شدہ